امی عائشہ صدیقہ راضی اللہ عنہا

کی شان میں گستاخی کرنے والا

احمد رضا خان بریلوی کی کتاب

" حدائق بخشش " حصّہ سوّم کا

آپریشن اور بریلوی حضرات کی تاویلات

کا علمی جائزہ

﴿قسط اوّل﴾

جرم کا ثبوت حاضر ہے!

مفتی نجیب اللہ، کراچی

کئے اس عشق میں بھی لاکھوں ستم تم نے
اگر تم خشمگی ہوتے تو کیا کرتے

بریلوی رضا خانی جماعت کے پیشوا احمد رضا خان نے پوری کائنات کے مسلمانوں کی ماں، رفیقۂ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صدیقۂ کائنات، دخترِ صدیق اکبرؓ، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان رفیعہ میں جو فحش اور گستاخانہ زبان استعمال کی ہے وہ احمد رضا خان کے خُبثِ باطن (اندرونی گندگی) اور تشیع کی آئینہ دار ہے۔ مسلمانو! مجھے معلوم ہے کہ کوئی ان اشعار کو سننا گوارہ نہیں کرسکتا لیکن خدا کی قسم! اگر اظہار حقیقت مقصود نہ ہوتا تو ان اشعار کو نقل کرنے کی جسارت کبھی نہ کرتا۔ وہ اشعار یہ ہیں:

تنگ و چست ان کا لباس اور وہ جوبن کا اُبھار
مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر
یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن میرے دل کی صورت
کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ و بر
خوف ہے کشتیِ ابرو نہ بنے طوفانی
کہ چلا آتا ہے حسن آبلہ کی صورت بڑھ کر

(حدائق بخشش حصہ سوئم ص: ۳۷)

آپ اتنا تنگ اور ٹیڈی لباس پہنتی تھیں کہ قبا سر سے لے کر کمر تک
بالکل کھنچ جاتی تھی گویا ابھی پھٹی کہ پھٹی، جوانی کا ایسا اُبھار تھا کہ سینہ
اور پہلو کپڑے سے باہر ہوئے جاتے تھے......الخ (نعوذ باللہ
من ذالك)

ان اشعار کو پڑھ کر اور سن کر ادنیٰ مسلمان کے دل و دماغ پر یسی ضرب لگے گی؟ وہ اپنا سر تھام کر خود کو ملامت نہیں کرے گا کہ رب تعالیٰ نے مجھے وہ کان ہی نہ دیئے ہوتے جو ''مسلمانوں کی ماں'' کے بارے میں گستاخانہ انداز اور بے ادبی کے لہجے میں کہے گئے اشعار سنتے؟

لیکن مسلمانو! یقین رکھئے کہ میں ایک جذبۂ خیر خواہی کے تحت اس حقیقت کو واشگاف کر رہا ہوں تا کہ بعض عوام جو کہ احمد رضا کے بارے میں حسن ظن یا رضا خانیوں کی طرف سے مسخ حقائق کی وجہ سے احمد رضا کے مداح ہیں، وہ غور کریں اور سوچیں کہ گستاخ بیٹا ''مسلمانوں کی ماں'' کے بارے میں کیا کہہ رہا ہے......؟

مسلمانو! ان اشعار پر ایمانی غم و غصہ جو کہ ہر مسلمان میں فطرتی طور پر اُبھرتا ہے لیکن اس کے برخلاف بریلویوں کی طرف سے دفاعی پوزیشن ملاحظہ فرمایئے:

۱۔ بعض بریلوی کہہ دیتے ہیں کہ کتاب ''حدائق بخشش حصہ سوم'' احمد رضا کی نہیں ہے اور احمد رضا کا اس سے دور دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔......(المیزان)

۲۔ اور کچھ کہتے ہیں کہ یہ مذکورہ اشعار احمد رضا کے نہیں ہیں۔ (المیزان ص ۴۳۶ بریلوی مفتی عبد المنان)

۳۔ اور بعض یوں گویا ہوتے ہیں یہ اشعار حضرت امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں نہیں بلکہ یہ بازاری عورتوں کے متعلق ہیں۔......(سفید و سیاہ)

۴۔ چند ایک کا فرمان ہے کہ یہ اُمِ زرع کے بارے میں ہیں۔

۵۔ بعض حیاء اور شرم سے عاری ہو کر کہتے ہیں یہ ایک معمولی غلطی ہے جو شرعاً قابل گرفت بھی نہیں۔

۶۔ کچھ لوگ ''مدعی سست گواہ چست'' کی بنیاد پر کہتے ہیں کہ اس کتاب کے شائع کرنے والے مولوی محبوب علی بریلوی نے توبہ کر لی تھی۔

ترتیب وار جوابات منکرین حقائق غور کریں:

حدائق بخشش حصہ سوم کو احمد رضا کا مجموعہ نہ ماننا ایک بہت بڑی واضح حقیقت کا انکار ہے۔ ان منکرین حقائق میں سرفہرست جناب محمد جیلانی محامد بریلوی (جیلانی میاں) ہیں۔ انہوں نے ''مسلمانوں کے احتجاج'' سے بچنے کے لئے اس مجموعۂ اشعار کو احمد رضا کا مجموعہ ماننے سے بھی انکار کر دیا۔ لکھتے ہیں:

''حدائق بخشش کے دونوں حصے چھپتے رہے اور فیض رسانی کا ذریعہ بنتے رہے، لیکن ۶۶ سال کے بعد اس وقت ملت اسلامیہ کو ایک دھماکہ خیز صورت حال سے دوچار ہونا پڑا جب ۱۳۶۶ھ میں ہماری ہی جماعت کے سربراہ نے نعتیہ کلام کے ایک مجموعہ کو ''حدائق بخشش'' کا نام دے کر شائع کیا۔ طرفہ یہ کہ اسے تیسرا حصہ بھی قرار دے دیا اس خودساختہ تیسرے حصے کے بارے میں مرتب نے بھی اقرار کیا ہے کہ امام احمد رضا کے وصال کے بعد انہیں کچھ کلام مختلف جگہوں سے دستیاب ہوئے جسے حدائق بخشش حصہ سوم کی شکل و صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ کیا اب بھی اس وضاحت کی ضرورت باقی ہے کہ امام احمد رضا کا مرتب کیا ہوا یہ تیسرا حصہ نہیں ہے؟ یہ بات کھل کر سامنے آگئی ہے کہ یہ تیسرا حصہ امام احمد رضا کے ایک

عقیدت مند کی خوش عقیدگی کا نادر نمونہ ہے جس سے صاحب حدائق بخشش کا دور دور کا واسطہ نہیں ہے۔...... (المیزان ص ۴۲)

قارئین! جیلانی میاں کا حدائق بخشش حصہ سوم کو دو حصوں کے ۶۶ سال بعد یا ۱۳۶۶ھ میں پہلی بار شائع شدہ کہنا اور بریلوی مفتی عبدالمنان کا اسے ۲۵ سے ۳۰ سال بعد شائع شدہ کہنا (المیزان ص ۴۲۵) حقائق سے کور چشمی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ حدائق بخشش حصہ سوم ۱۳۲۵ھ میں مرتب ہو چکا تھا، اس کا واضح ثبوت سرورق پر لکھی ہوئی تاریخ ۱۳۲۵ھ ہے۔ شائع ہونے کی نوبت احمد رضا خان کے مرنے کے صرف دو سال بعد ۱۳۴۲ھ میں آئی، جس کا پہلا ثبوت خود "حدائق بخشش حصہ سوم" کا مقدمہ ہے جس میں مولوی محبوب علی بریلوی نے یہی لکھا ہے۔

اور دوسرا ثبوت "جیلانی میاں" کے جمع کردہ احمد رضا نمبر میں بھی یہی سن درج ہے (دیکھئے المیزان ص: ۴۴۷، انوار رضا ص: ۵۴۴) اور طرفہ یہ کہ خود "جیلانی میاں" نے اس مضمون کو "تحقیقی مقالہ" کہا ہے، جس جگہ یہ سن درج ہے۔

ممکن ہے کہ ایک ایڈیشن ۶۶ سال بعد اور ۱۳۶۶ھ میں بھی چھپا ہو۔ اب رہا یہ سوال کہ آیا "حدائق بخشش حصہ سوم" احمد رضا کا مجموعۂ کلام ہے یا نہیں۔

ڈاکٹر حامد علی بریلوی لکھتے ہیں:

آپ کا تخلص رضا تھا آپ کا نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" کے نام سے تین حصوں میں شائع ہو چکا ہے اور تین چار ایڈیشن نکل چکے ہیں۔ (المیزان ص: ۴۴۷)

پروفیسر مسعود صاحب (جو کہ ماہر رضویات شمار کئے جاتے ہیں) لکھتے ہیں:

اب تک دیوان "حدائق بخشش" کو مولانا بریلوی کے سارے کلام کا مجموعہ سمجھا جاتا ہے، مگر یہ صحیح نہیں۔..... (حیات مولانا احمد رضا خان، ص: ۱۵۵)

مزید لکھتے ہیں:

''مولانا بریلوی کے انتقال کے بعد بدایوں سے ''حدائق بخشش''
حصہ سوئم کے نام سے ایک مجموعہ شائع ہوا ہے۔ جس میں مولانا بریلوی
کا اردو، فارسی اور عربی کلام شامل ہے۔''

(حیات مولانا احمد رضا خان، ص:۱۵۶)

مرتب حدائق بخشش کی حقیقت:

اور اس ''دیوان'' کا مرتب بریلویوں کے ہاں کس حیثیت کا مالک ہے؟ ہم نے پیچھے المیز ان سے جو لمبی عبارت پیش کی ہے اس میں خود جیلانی میاں نے ''حدائق بخشش حصہ سوم'' کے مرتب کو ''ہماری جماعت کے سربراہ'' کہا ہے۔ مرتب مولوی محبوب علی خان
(۲) بریلوی جماعت کے شیر بیشہ مولوی حشمت علی قادری کا چھوٹا بھائی ہے۔
(۳) ریاست پٹیالہ میں بریلویوں کا مفتی اعظم ہے۔
(۴) اور بریلوی حضرات کی طرف سے ''محبوب الملة' کا ایوارڈ یافتہ ہے۔ بریلوی رضا خانیوں کی طرف سے اتنے عہدوں کا مالک اور احمد رضا کا عقیدت مند ہو کر بھلا احمد رضا کی طرف ان اشعار کی غلط نسبت کیسے کر سکتا ہے۔

اپنے دامن کے لئے خار چنے خود تم نے
اب یہ چبھتے ہیں تو پھر اس میں شکایت کیا ہے

لہٰذا حدائق بخشش کے دو حصوں پر کامل لکھ کر تیسرے حصے کو ماننے سے انکار کرنا بریلوی کتب خانوں کے ایمانی تاجروں کی بددیانتی ہے۔

اور تین چار ایڈیشن نکل چکے ہیں، والا جملہ بھی ہمارے خیال کو یقین میں بدلنے کے لئے کافی ہے۔

(۲) گلوخلاصی کا ایک طریقہ

بریلویوں کا ''حدائق بخشش سوم'' کے مذکورہ اشعار کی نسبت احمد رضا کی طرف

غلط کہنا صحیح نہیں ہے۔

اس لئے کہ ''مرتب حصہ سوم'' مولوی محبوب علی بریلوی خود گواہی دیتے ہوئے لکھتا ہے ''پرانی قلمی بوسیدہ بیاض سے نہایت احتیاط سے نقل کیے۔(ماہنامہ سنی لکھنؤ ذی الحجہ ۱۳۷۴ھ)

اس لئے مولوی مصطفیٰ رضا اور ثناء اللہ اعظمی کا اشعاروں کی نسبت احمد رضا کی طرف غلط کہنا اپنے والد کو اس عظیم گستاخی سے بری الزمہ کرنے کی ناکام کوشش ہے۔

وہ اس طرح کی شقاوت پہلے بھی کر چکے ہیں:

اوران گستاخیوں کو جناب احمد رضا خان سے بعید نہیں سمجھا جاسکتا اس لئے کہ احمد رضا خان کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے شاید اس وجہ سے بھی بغض تھا کہ انہوں نے بعض ایسے اقوال ارشاد فرمائے ہیں جو کہ بریلوی عقیدوں کو سرتا پیر باطل ثابت کردیتے ہیں۔ مثلاً علم غیب پر آپ رضی کا نظریہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ اس لئے احمد رضا ملفوظات میں ایک جگہ لکھتا ہے:

''ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو الفاظ شان جلال میں ارشاد کرگئی ہیں دوسرا کہے تو گردن ماری جائے۔(ملفوظات، ج:۳)

ظاہر ہے قابل گردن زدنی اقوال کی نسبت ام المؤمنین رضی کی طرف کرنے والے احمد رضا خان صاحب سے یہ سب ممکن ہے۔

(۳) بے بسی کی تاویلیں:

جو بریلوی اس ''کلام'' کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان کے بجائے ان کو بازاری عورتوں سے متعلق کہہ رہے ہیں ان کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ ایسا دعویٰ کردینے کے بجائے ذرا آنکھیں کھول کر حدائق بخشش سوم ص ۳۷ کو پھر پڑھیں۔ ان

مذکورہ اشعار کے بعد کیا لکھا ہے؟ ملاحظہ فرمائیں:

تن اقدس میں لباس آیۂ تطہیر کا ہو
سورۂ نور ہو سر پر گھر آسمان معجز
یا حمیراء کا تن اک پے گلگلوں کا جوڑا

(ص:۳۷)

(۱) بازاری عورتیں ''تنِ اقدس'' والی ہوتی ہیں؟

(۲) اور کیا آیۂ تطہیر ان طوائفوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی؟

(۳) اور سورۂ نور کی آیت برأۃ کا مصداق یہی تھیں؟

(۴) اور یا حمیراء کہہ کر بازاری عورتوں کو پکارا جاتا تھا؟

اگر بریلوی رضا خانی حضرات کا جواب ''نہیں'' میں ہو تو پھر کیا اس بات کی مزید وضاحت کی ضرورت ہے کہ ان اشعار کی نسبت احمد رضا خان نے ام المؤمنینؓ کی طرف ہی کی ہے۔

بعض رضا خانی حضرات یہاں یہ کہہ کر احمد رضا بریلوی کی طرف سے حق وکالت ادا کرتے ہیں کہ ''علیحدہ'' کے عنوان کے بعد والے تین اشعار کا تعلق بازاری عورتوں سے متعلق ہے، سب کا نہیں۔

لیکن ایسے وکیلوں سے گذارش ہے کہ اگر آنکھیں مَل کر وہ پھر دیکھنے کی زحمت کریں تو ان تمام اشعار کا ردیف (آخری حرف) راء ہے پھر یہ کسی اور غزل کے اشعار کیسے ہو سکتے ہیں؟

حضرت تمہاری چال بھی کتنی عجیب ہے
رکھتے کہیں پاؤں پڑتا کہیں پہ ہے

اور اگر بالفرض یہ اشعار ''بازاری عورتوں'' کے بارے میں ہیں تو ان فحش اشعار

رضا خانی مذہب کے ''اعلیٰ حضرت'' کا خبث باطن کس واشگاف انداز میں ظاہر ہوگیا ہے۔اور تعجب خیز بات اس لئے بھی نہیں کہ خود احمد رضا خان کا جس محلے میں گھر تھا وہ کس درجے کے لوگوں کا تھا؟ اس کا اظہار ''اعلیٰ حضرت'' کے سوانح نگاروں نے ان الفاظ میں کیا ہے:

عہد طفولیت کا ایک مشہور عبرت انگیز واقعہ ملاحظہ ہو:

ابھی تقریباً ساڑھے تین برس کی عمر ہے، ایک نیچا کرتا پہنے باہر سے دولت خانے کی طرف چلے جا رہے تھے کہ سامنے سے کچھ بازاری عورتوں (طوائفوں) کا گذر ہوا۔ان پر نظر پڑتے ہی ساڑھے تین سال کے امام نے اپنا لمبا کرتا اُٹھایا اور دامن سے آنکھیں چھپالیں۔ یہ غیورانہ انداز دیکھ کر ان عورتوں نے تضحیکانہ طور پر کہا ''واہ میاں صاحبزادے'' نظر تو ڈھک لی اور ستر کھول دیا۔

اس اعلیٰ حضرت نے برجستہ فرمایا پہلے نظر بہکتی ہے، تب دل بہکتا ہے، اور جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے۔اب تو ان سب عورتوں پر سکتہ طاری ہوگیا اور پھر کچھ بولنے کی جرأت نہ ہوسکی۔''

(حوالہ: انوار رضا، ص:۲۵۴، سوانح احمد رضا ص:۱۱۶، حیات اعلیٰ حضرت ص:۱۰۶/ ج:۱، المیزان احمد رضا نمبر ص:۲۳۲)

اس واقعے سے آپ/کے ذہن میں احمد رضا خان کے بارے میں جو تصور نقش ہوا ہے اس سے قطع نظر ہم اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں۔

اک حقیقت جو ہوا چاہتی ہے آشکارا
مدعیٰ میرا کسی کی آبرو ریزی نہیں ہے

(جاری ہے)

﴿قسط دوئم﴾

جرم کا ثبوت حاضر ہے!

مفتی نجیب اللہ، کراچی

یہ مراد لی تو کیوں لی؟

اور بعض بریلوی حضرات کا ان اشعار کو اُمِ زُرع کے متعلق کہنا بھی چند وجوہ سے باطل ہے۔

اس لئے کہ ہم ماقبل میں ان اشعار کا وہ حصہ نقل کر چکے ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ یہ اُمِ زُرع کے بارے میں نہیں ہیں۔

ان اشعار میں جو فحش نقشہ احمد رضا خان نے کھینچا ہے وہ کسی روایت میں بھی اُمِ زُرع سے متعلق ثابت نہیں۔ اور جب مذکورہ نقشہ اُمِ زُرع کے متعلق ثابت ہی نہیں تو ان کو اُمِ زُرع کے بارے میں کہنا ناانصافی ہے اور بہتان ہے۔

اگر بالفرض یہ اشعار اُمِ زُرع کی شان میں ہیں تو سوال یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اُمِ زُرع سے تشبیہ دی ہے۔ جیسا کہ بخاری شریف میں ہے: ﴿کُنتُ لكِ کابی زرعٍ لاُم زُرع﴾ (بخاری، مسلم ص: ۲۸۸/ ج:۲ (نور محمد کراچی) لہٰذا ان غلیظ اشعار کی نسبت اُم زُرع کی طرف کرنا بھی گستاخی کی غمازی کرتا ہے۔

شقاوت قلبی کا اندازہ کیجئے!

مفتی مظہر اللہ بریلوی نے جو اسے معمولی غلطی کہا ہے، ان سے اور ان کی تائید کرنے والے صاحبزدوں سے بریلوی یہ پوچھ کر بتا سکتے ہیں کہ کیا اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گستاخی اور توہین معمولی خطا ہے......؟ اور کیا یہ شرعاً قابل گرفت بھی نہیں ہے......؟ کہیں یہ عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق تو نہیں ہے......؟

اور بریلوی جماعت سے ہمارا سوال ہے کہ:

جس طرح احمد رضا خان نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گستاخی کا ارتکاب کیا ہے اور جو الفاظ انہوں نے استعمال کیے ہیں، کیا وہ الفاظ اگر کوئی بریلوی مفتی صاحب یا مولوی احمد رضا کی والدہ یا گھر کی دیگر خواتین کے متعلق استعمال کرے...... تو کیا اس غلطی کو معمولی غلطی کے مرتکب کے ساتھ بھی وہی برتاؤ رکھا جائے گا جو ''تمام مؤمنین کی ماں'' کے گستاخ کے ساتھ روا رکھا جا رہا ہے......؟

نہیں اور ہر گز نہیں...... تو پھر میں آپ کے دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھ کر پوچھتا ہوں کہ دیکھو کہیں وہ ایمان سے خالی تو نہیں ہو چکا۔

اور کیا مسلمانوں کو اس عظیم ہستی کی گستاخی اور توہین اور بے ادبی کے خلاف سراپا احتجاج ہونا (جو ان کا شرعی اور آئینی حق بنتا ہے) غلط تھا......؟ نہیں تھا اور ہر گز نہیں تھا۔ تو مفتی مظہر اللہ بریلوی کا ان مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کرتے ہوئے یہ کہنا کہ

مسلمانوں کو کیا واسطہ......؟ یہ کہاں کا انصاف ہے......؟

کیا مفتی صاحب! اپنی ''حرم محترم'' کی توہین کرنے والے ''مجرم'' کو ''معمولی غلطی'' کا ایوارڈ (تمغہ) دینے کو تیار ہو سکتے ہیں اور کیا اس کو یہ کہہ کر معاف کرنے کو تیار ہیں کہ...... یہ ایک خطا کار بچہ اور اس کی مشفقہ ماں کا معاملہ ہے......؟ جب کہ اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گستاخ کو یہی الفاظ کہہ کر وہ اسے ''عاشق'' ثابت کر چکے ہیں۔

ہمیں اُمید ہے کہ بریلوی اپنی مستورات کے ساتھ ہونے والے ''جرم'' کے مرتکب کو کبھی معاف نہیں کریں گے اور اسے دوبارہ جری ہونے کا موقع نہیں دیں گے۔

لہٰذا گزارش ہے کہ ''تمام مسلمانوں کی والدہ'' کے گستاخ کو مزید گستاخیاں کرنے کی جرأت اور طاقت دینے کے بجائے وہ اس کو بے ادب کہہ کر اس سے الگ ہو جائیں۔ اور اسے خود میں سے ''پانی کی مکھی'' کی طرح نکال کر پھینک دیں۔

توبہ کس کی مطلوب ہے......؟

کتاب کا ناشر (مولوی محبوب علی) ہزار بار توبہ کر لے لیکن کیا اس توبہ سے شاعر

(احمد رضا) کا گناہ دھل جائے گا......؟ مولوی محبوب علی خان سے توبہ کرا کر احمد رضا کو اس گناہ سے بری الذمہ کرنے کا ڈرامہ خود بریلوی حضرات نے کیا ہے، اس میں وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

کتاب کا ناشر اس بات کا واضح الفاظ میں اقرار کر چکا ہے کہ (یہ اشعار) پرانے قلمی بوسیدہ بیاض سے نہایت احتیاط سے نقل کیے...... (ماہنامہ سنی لکھنؤ) اور ان کو جمع کرنے والا مولوی حسن رضا برادر احمد رضا تھا، جس کی وفات ۱۳۲۶ھ احمد رضا سے صرف ۱۴ سال پہلے ہوئی......(انوار رضا ص:۵۴۴)

توبہ کب کی......؟

اس ناشر (مولوی محبوب علی) نے توبہ کب کی......؟ ۱۳۷۴ھ میں۔ ۱۳۴۲ھ میں چھپنے والے اس رسالے کی توبہ ۳۲ سال بعد آخر وہ کونسے ہاتھ تھے جو مولوی محبوب علی کو ۳۲ سال تک توبہ سے روکتے رہے اور جب حالات یہاں آن پہنچے کہ علماء دیوبند کی طرف سے احتجاج بڑھنے لگا[1] عوام اُٹھ کھڑی ہوئی[2] اور اس احتجاج میں ایک مسلمان قتل ہو گیا[3] اور اب مطالبہ کیا جانے لگا کہ مولوی محبوب علی کو مسجد کی امامت سے معزول کیا جائے[4] تو توبہ کا ڈھونگ رچا کر معاملہ ٹھنڈا کرنے کی کوششیں کرنے لگے۔

احمد رضا کے بیٹے مولوی مصطفیٰ رضا لکھتے ہیں:

> مجھے جہاں تک معلوم ہوا غالباً کاظم علی دیوبند نے کانپور میں اپنی تقریر میں اسے ذکر کر کے فتنہ اُٹھانا چاہا پھر جگہ جگہ وہ اس سے سن کر اور وہابی اسے دہراتے رہے۔......(فیصلہ مقدسہ شرعیہ قرآنیہ ص ۸۱)

روزنامہ انقلاب بمبئی اس معاملے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا تھا۔ دیوبندی مکتب فکر سے متعلق علماء اور واعظین دھواں دھار تقریریں کر رہے تھے اور مختلف علماء سے فتاویٰ حاصل کر کے اخبارات و رسائل چھپواتے اور عوام میں اشتعال اور ہیجان پھیلانے کی

[1] انوار رضا ص ۵۴۴۔ [2] ایضاً ص:۵۴۴، [3] المیزان احمد رضا نمبر ص ۴۳۶، [4] انوار رضا ص:۵۴۴۔

کوششیں کرتے تھے۔(انوار رضا ص:۵۴۴)

اگر بریلوی حضرات اسے گستاخی سمجھتے تھے تو پھر وہ اسے مسلسل چھاپ کیوں رہے تھے۔۱۳۴۲ھ میں مولوی محبوب علی خان نے اور ۱۳۶۶ھ،۱۳۷۴ھ میں چھاپ کر مسلمانوں کو اشتعال کیوں دلایا گیا......؟ پھر حافظ ولی خان بریلوی نے بھی تو مسلمانوں کے احتجاج کے باوجود ۱۳۷۴ھ میں یہ کتاب دوبارہ چھاپ دی۔آخر ان سے توبہ کروانا بھی تو ضروری تھا۔آخر وہ توبہ پر کیوں راضی نہ ہوئے اس لئے کہ وہ کسی مسجد کے امام نہیں تھے، ان کو امامت سے معزولی کا خطرہ نہیں تھا......؟

علماء اہلسنت والجماعت کی عبارتوں پر کفریہ عینک لگا کر مضمون کو گستاخانہ جامہ پہنانے والے بریلوی حضرات پر ۳۲ سالوں تک کیوں سکوت طاری رہا......؟اور بعد میں توبہ شائع کیا گیا۔

یہ کتاب وفات احمد رضا سے پہلے مرتب ہوئی:

اس کتاب ''حدائق بخشش حصہ سوم'' کو احمد رضا کی وفات کے بعد شائع شدہ کہنے والوں کا یہ دلیل دینا کہ کتاب کے ٹائیٹل پر احمد رضا کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہوا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ کتاب ان کی وفات کے بعد شائع ہوئی۔

جواباً......ان حضرات سے گذارش ہے کہ ہم احمد رضا کی سینکڑوں ایسی کتابیں دکھا سکتے ہیں کہ جن کے شروع میں یہی درج ہے تو کیا اس بنا پر ساری کتابوں کی نسبت احمد رضا کی طرف غلط کہنے کو بریلوی حضرات تیار ہیں......؟ممکن ہے کہ یہ رحمۃ اللہ علیہ کا اضافہ بھی کسی عیاری کی بنیاد پر کیا گیا ہو۔

اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے:

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر جب بریلوی حضرات اپنے امام سے اس گستاخی کو اُٹھانے سے عاجز آجاتے ہیں تو کس طرح ہاتھ پاؤں مارتے ہیں، اس کو بھی بیان کر دیا جائے۔

اگرچہ علماء اہلسنت پہلے اپنی کتاب میں ذکر کر چکے ہیں لیکن موقع کی مناسبت سے ہم یہاں پھر قارئین کی نذر کر دیتے ہیں۔

حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کسی صاحب کو کشف ہوا۔ ملاحظہ فرمائیں بریلوی حضرات کے قلم سے:

"ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر کے گھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنے والی ہیں انہوں نے مجھ سے کہا میرا ذہن معاً اس طرف منتقل ہوا (کہ کم سن بیوی ملے گی) اس مناسبت سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب نکاح کیا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت کم عمر تھیں۔"......

وہی قصہ یہاں ہے۔ (زیروزبر ص:۲۸۴/ارشد القادری بریلوی)

اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد رئیس التحریف مولوی ارشد القادری بریلوی لکھتا ہے:

"اس مقام پر پہنچ کر ام المؤمنین کے وفادار فرزندوں کو آواز دینا چاہتا ہوں، دنیائے اسلام کی مادر مشفقہ کے لئے احترام وادب کا کوئی جذبہ اُن کے سینے میں موجود ہو تو وہ خود ہی فیصلہ کریں کہ اس مصنوعی کشف اور اس کی تعبیر سے ایمان وعقیدت کے جذبے کو ٹھیس لگتی ہے یا نہیں......؟

تھانہ بھون کے سوا مشکل ہی سے کہیں ایسا بے غیرت انسان ملے گا جس کا ذہن اپنی ماں کی آمد کی خبر سن کر کسی کم سن بیوی کی طرف منتقل ہو جائے، اس مناسبت سے کہ جب وہ اس کے باپ کے گھر آئی تھی تو اس کی عمر بہت کم تھی...... (زیروزبر ص:۲۸۴)

قارئین! جو لوگ علم تعبیر سے واقف ہیں ان پر یہ بات بالکل مخفی نہیں کہ کشف اور تعبیر خواب میں کتنا فرق ہوتا ہے۔

لیکن یہ بات ہم اس فرقے (بریلوی) کے لوگوں سے نہیں کہہ رہے جو مذہبی یتیم اور تحقیقی بیگانگی کا شکار ہیں۔ علم اور ان میں کوئی مناسبت ہی نہیں...... ہمارے مخاطب وہ انصاف پسند مسلمان ہیں جن کے یہاں علم اور دیانت کی حقیقت ہے اور جن کو وہ ایمانی نور رب العزت کی طرف سے عطا ہوا ہے جس سے وہ حق وباطل، سچ وجھوٹ، دیانت وخیانت

میں فرق کر سکتے ہیں۔

وہ فریب خوردہ شاہیں جو پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہِ رسم شاہبازی

ایک اعتراض کا جواب:

علم التعبیر کے امام علامہ عبدالغنی نابلسی لکھتے ہیں:

من رای من الرجال احداً من ازواج النبی او کان اعزب تزوج امرأة صالحة۔

ترجمہ:...... کسی مرد نے ازواج مطہرات میں سے کسی کو خواب میں دیکھا اور وہ غیر شادی شدہ تھا، اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ نیک عورت سے شادی کرے گا۔"

علامہ عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ جو کہ بریلوی فرقے کے ہاں بھی مسلم ہیں، کیا ارشد القادری بریلوی کی اس گالی کی زد میں نہیں آتے جو انہوں نے مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے متعلق لکھ دی ہے؟

ذرا بریلوی حضرات اپنے رضوی مسلک کے آئمہ سے پوچھیں تو سہی کہ ارشد القادری حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے بارے میں اپنے خبث باطن کے اظہار میں کن لوگوں پر ہاتھ صاف کر رہے ہیں......؟

اور کیا ماں کے خواب میں آنے سے زوجہ کی تعبیر میں صرف مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ ہی مجرم ٹھہرتے ہیں یا پھر مولانا عبدالغنی نابلسی جیسی مسلم بین الفریقین شخصیت کی شان بھی مجروح ٹھہرتی ہے......؟

کاش! ارشد القادری اور بریلوی حضرات کے سینے میں دل ہوتا اور اس دل میں دھڑکن بھی ہوتی، انصاف کا ترازو ہوتا۔

تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ علماء اہلسنت والجماعت کی شان میں اس طرح گستاخانہ لہجہ استعمال کرتے اور علامہ عبدالغنی نابلسی رحمہ اللہ اور مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی

بے ادبی کے مرتکب ہوتے۔

کل میاں حجام جہاں مونڈ تے تھے اوروں کے سر
آج اسی کوچے میں خود اسی کی حجامت ہوگئی

ہم مولوی ارشد القادری کا حدائق بخشش حصہ سوم کے اشعار سے متعلق وہ واویلا بھی نقل کردیتے ہیں......ملاحظہ فرمائیں:

''میں کن لفظوں میں بریلوی فتنہ کے مصنفین کے خلاف اس ظلم و بددیانتی کی شکایت کروں کہ انھوں نے اس الزام کو ثابت کرنے کے لئے جس کتاب کا حوالہ دیا ہے اس کے متعلق وہ پوری تفصیلات سے واقف ہیں (جیسا کہ ہم نے وہ ساری تفصیلات بیان کردی ہیں......عمر) کہ وہ کتاب نہ فاضل بریلوی کی حیات میں شائع ہوئی (کتاب کے ٹائیٹل پر تاریخی نام کے ساتھ ۱۳۲۵ھ لکھا ہوا ہے جب کہ احمد رضا ۱۵ سال بعد ۱۳۴۰ھ میں فوت ہوئے......عمر) نہ اس کی ترتیب واشاعت میں ان کے خاندان کے لوگوں کا کوئی ہاتھ ہے (ہم نے پیچھے باحوالہ بیان کردیا ہے کہ یہ کتاب جمع کرنے والے مولوی حسن رضا ہیں جو کہ احمد رضا خان کے بھائی ہیں اور ۱۳۲۶ھ میں فوت ہوئے......عمر) اور نہ بریلی کے مرکز سے اس کی توثیق کا اعلان ہوا۔ (مکالمۃ الصدرین اور اس جیسی درجنوں کتابیں جن کو بریلوی علماء دیوبند کے سر تھوپتے ہیں اور طُرفہ یہ علماء اہلسنت ان کی تردید کرتے چلے آرہے ہیں۔ ان کا کیا بنے گا......عمر) اس لئے اس کتاب کے مشتملات، اس کی ترتیب اور ماخذ مسودات میں جو کچھ بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ تنہا کتاب کے مرتب پر عائد ہوتی ہے۔ (مولوی حسن رضا پر کیوں نہیں......؟ عمر) بلکہ ۳۰ سال سے زائد کا عرصہ ہوا کہ کتاب کے مرتب نے اپنا توبہ نامہ شائع کرکے اشعار کی ترتیب میں جوان سے لغزش واقع ہوئی۔ اس کا کھلے دل سے اعتراف کرلیا (۳۲ سال تک کیوں اعتراف نہ کیا جب مسجد ہاتھ سے جانے کا خوف ہوا اور اہلسنت کی طرف سے احتجاج بڑھنے لگا عوام اہلسنت شہید ہوئے تب ہوش آنا، چہ معنی دارد......؟ عمر) (زیروزبرص: ۲۸۰ پروگریسو بکس لاہور)

امی عائشہ صدیقہ راضی اللہ عنہا

کی شان میں گستاخی کرنے والا

احمد رضا خان بریلوی کا

آپریشن اور بریلوی حضرات کی

تاویلات کا علمی جائزہ

جرم کا ایک اور ثبوت

از: مفتی نجیب اللہ عمر صاحب

میں نہیں سمجھتا کہ آپ حضرات میرے مضمون (جرم کا ثبوت حاضر ہے) کی پچھلی دو قسطیں پڑھ کر بھی رضاخان اور رضاخانیت کے بارے میں چشم پوشی کا مظاہرہ کریں گے۔

حدائق بخشش حصہ سوم کی عقیدہ سوز شاعری یقیناً آپ کو انصاف کے مطابق فیصلہ کرنے پر مجبور کردے گی۔ بشرطیکہ آپ کے پاس سینہ ہو اور پھر اس سینے میں دل ہو اور پھر اس دل میں انصاف اور حق پرستی ہو۔

قارئین کرام!!!

آیئے ہم آپ کو احمد رضاخان کی ایک اور حیاء سوز اور ایمان شکن تحریر دکھادیں۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے حق میں بے ادبی کرنے والا یہ اعلیٰ حضرت کس طرح تمام ازواجِ مطہرات کی شان میں بے باکی کے ساتھ گستاخی کا ارتکاب کرتا ہے۔

> ''احمد رضا خان لکھتا ہے:''سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں''۔
>
> (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۲۵۱ حصہ سوم۔ نوری کتب خانہ لاھور)

احمد رضاخان کی اس عبارت میں دو باتیں خاص طور پر نوٹ کرتے کی ہیں انگلی رکھئے:

(۱) ازواجِ مطہرات پیش کی جاتی ہیں

(۲) وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں

ہم اس عقیدے پر گفتگو کرنے سے پہلے یہ بات بتاتے چلیں کہ احمد رضاخان نے اس گستاخانہ عقیدے کو جس طرح علامہ زرقانی کے کھاتے ڈالا ہے یقیناً علامہ زرقانی کی قبر میں روح تڑپ اٹھی ہوگی۔

اس لئے کہ مذکورہ عبارت زرقانی کی کسی کتاب میں تو درکنار شاید علامہ زرقانی کے کبھی حاشیۂ خیال سے بھی نہ گزری ہو۔

لیکن کیا کہئے احمد رضا کو۔۔۔؟ وہ اعلیٰ حضرت جو ہوئے۔

جہاں تک علامہ زرقانی کا تعلق ہے تو انہوں نے تو علی بن عقیل حنبلی سے اتنی بات نقل کی تھی کہ:

قال ابن عقیل الحنبلی ویضا جع ازواجه ویستمتع بهن اکمل من الدنیا الخ

زرقانی علی المواهب ص ۱۶۹ جلد ۲ دار المعرفة بیروت

علامہ زرقانی نے اس قول کو جس شخص کی طرف منسوب کیا ہے۔ وہ کس قسم کا ذہن وعقیدہ رکھنے والا تھا۔ آیئے اس کے بارے میں ماہرین اسماء الرجال سے پوچھتے ہیں۔

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

علی بن عقیل ابو محمد ابو اللوفاء الظفری الحنبلی احد الأعلام الا انه خالف السلف و وافق المعتزله فی عدة بدع نسأل اللّٰه العفو والسلامة فان کثرة التجر فی الکلام ربما اضر بها جبه بما۔

(میزان الاعتدال ص ۱٤٦)

(علی بن عقیل کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ) اس نے بزرگوں کی مخالفت کروی تھی اور معتزلہ سے موافقت اختیار کرلی تھی بہت سی بدعات میں (ہم اللہ سے عافیت اور سلامتی چاہتے ہیں) کبھی کبھی کلام میں تبحر بھی صاحب کلام کے لئے نقصان دہ ہوجاتی ہے۔

اور یہی علامہ ذہبی علیہ الرحمۃ دوسری جگہ فرماتے ہیں:

فانحرف عن السنة ۔۔۔ لم یکن له فی زمانه نظیر علی بدعته

(سیر اعلام النبلاء: ص ٤٤٤ و ص ٤٤٥ حصه ۱۹)

اس نے سنت سے انحراف کرلیا تھا۔۔۔ اس کے زمانے میں بدعات میں اس کی نظیر نہیں تھی

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

وھذا الرجل من کبار الآئمہ نعم کان معتزلیا الخ

(اللسان ص ۲۴۳ جلد ٤)

اور یہ آدمی کبار آئمہ سے تھا۔ جی ہاں معتزلی تھا اور ابن عقیل کا مزید ذکر خیر دیکھئے۔

(تاریخ ابن اثیر ص ٥٦١ جلد ١٠)

اور حافظ ابن رجب نے تو ابن عقیل کے اعتزال کو بیان کرنے کے بعد یہ وضاحت بھی کی ہے کہ ابن عقیل موت تک اسی طرح کے عقائد پر قائم رہا۔

(ذیل الطبقات ص ١٤٤ جلد اول)

قارئین کرام! ان ماہرین اسماء الرجال کی گفتگو سے یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ ابن عقیل حنبلی بعض غلط نظریات کا حامل اور معتزلی تھا۔

احمد رضا خان ایسے شخص کے قول کو لے کر اور پھر اس قول میں بھی مزید بے باکی سے رد وبدل کر کے اور پھر اس کی نسبت علامہ زرقانی کی طرف کر کے جو بہت بڑی غلطی کر گئے ہیں وہ کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔

علامہ زرقانی، علی بن عقیل حنبلی کی پوری عبارت چھان ماریں لیکن اس جملے کی عربی آپ کو کہیں نہیں ملے گی۔

''ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔''

یہ جملہ احمد رضا خان کا خانہ ساز اور من گھڑت ہے اور پھر اس جملے کی سنگینی دیکھنے کے لئے صرف اتنا کہہ کر دیکھ لیں کہ خدانخواستہ اگر کوئی اسی طرح کا جملہ اہل بدعت کے کسی پیشوا کے بارے میں کہہ دے کہ فلاں حضرت کی بیویاں اس پر پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان سے شب باشی فرماتے ہیں۔

آپ کا ذہن معاً اس بات کی طرف نہیں جائے گا کہ یہ پیش کرنے والا کون ہے؟

اور کیا مقدس اور پاکیزہ نفوس کی ازواج مطہرات کے بارے میں یہ بازاری جملہ استعمال کرنا گستاخی نہیں ہے؟

اور بعض بریلوی یہاں یہ کہہ جان بچانا چاہتے ہیں کہ علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ لا مانع کہہ

کر ابن عقیل کی موافقت کی ہے لیکن یہ جواب بھی صحیح نہیں ہے اس لئے کہ و لا مانع کا جملہ بھی ابن عقیل کا اپنا ہے۔

اور حسن ظن کا تقاضہ یہی ہے کہ یہ کہا جائے کہ یہ قول علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ ہے بلکہ ابن عقیل معتزلی کا ہے۔ اس لئے کہ علامہ زرقانی کا تعلق مسلک اہل السنّت والجماعت سے ہے اور وہ ایک ایسا نظریہ کبھی قائم نہیں کر سکتے۔ جو اس مسلک سے متصادم ہو۔

کوئی رضا خانی اس جگہ یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ جب علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں آپ حسن ظن رکھتے ہوئے انہیں اس قول سے بری کر رہے ہیں تو احمد رضا خان نے بھی تو علامہ زرقانی کے حوالے سے یہ عقیدہ لکھا ہے انہیں بھی اس جرم سے بری الزمہ کر دیا جائے؟ تو ایسے رضا خانی سے ہم کہنا چاہتے ہیں کہ اس جرم سے احمد رضا کو بری ء الذمہ نہیں کر سکتے اور احمد رضا کے بارے میں حسن ظن کی بنیاد پر ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ نظریہ احمد رضا کا نہیں بلکہ صرف زرقانی کا ہے اس لئے کہ احمد رضا خان ملفوظات میں اس عقیدے کو لکھنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

> ''یہ تمام اہلسنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے جو خلاف کرے گا گمراہ ہے''

(ملفوظات ص ۲۵۲ حصہ سوم، نوری کتب خانہ لاہور)

احمد رضا خان اس خود ساختہ نظریئے کو اہلسنت والجماعت کے کھاتے ڈال کر اس کی مخالفت کرنے والے کو گمراہ کے نام سے یاد کر رہے ہیں۔

قارئین کرام! انصاف سے پوچھئے تو ''ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں'' والا عقیدہ نہ تو کسی سنی عالم نے اپنایا ہے اور نہ کوئی عوام میں اس کا قائل ہو سکتا ہے۔ لیکن داد دیجئے رضا خانیوں کے امام احمد رضا خان کو جو اس گھنونے عقیدے کو اہلسنت کا اجماعی نظریہ کہہ رہے ہیں۔

قارئین کرام! ابن عقیل نے جو قول اختیار کیا ہے آپ نے وہ ملاحظہ فرما لیا کہ اس میں ازواج کے متعلق یہ جملہ بالکل بھی نہیں ہے کہ ''ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔''

یہ احمد رضا کی ذہنی اختراع کے سوا کچھ نہیں اور پھر علامہ زرقانی نے اس قول کو اہلسنت کا

اجماعی قول بھی ہرگز نہیں کہا اور نہ ہی اس کے قول کے مخالف کو گمراہ کہا ہے لیکن رضا خانی مولوی احمد سعید کاظمی بریلوی کا احمد رضا کی عقیدت میں اندھا پن اور نبی ﷺ سے بغض و عداوت ملاحظہ فرمائیں وہ لکھتا ہے:

> ''میں ہزار مرتبہ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ابن عقیل حنبلی کے اس قول کو مکروہ نہیں جانے گا مگر وہی نفس کا بندہ جو خواہشات نفسانی میں مبتلا ہے''۔
>
> (مقالات کاظمی ص ۱۰۲ جلد ۲)

میں حق پسند مسلمانوں کے ضمیر کو دستک دے کر پوچھنا چاہتا ہوں خدارا بتائیے کہ کیا احمد رضا کا یہ جملہ گستاخانہ نہیں ہے؟

اور کیا جو کچھ احمد رضا نے کہا ہے وہ ابن عقیل سے ثابت ہے؟

اور کیا ناموس مصطفیٰ ﷺ اور ناموس ازواج مطہرات کی بات کرنا نفس کا بندہ بننا ہے؟

اور کیا ابن عقیل معتزلی حجت بن سکتا ہے؟

کاظمی صاحب! آپ ہزار بار نہیں لاکھ بار قسم کھا کر احمد رضا کو بریٔ الذمہ کرنے کی کوشش کیجیے۔ اس سے تمہارے ضمیر کی حقیقت تو واضح ہو جائے گی اور عوام الناس اور مسلمانوں پر یہ بات تو ظاہر ہو جائیگی کہ تمہیں امام الانبیاء ﷺ سے کتنی عداوت ہے لیکن ان قسموں سے احمد رضا کی گستاخی نہیں دھل سکتی دوسری جانب قارئین بھی غور فرمائیں کہ عشق و محبت کے زبانی دعوے اور نعرے لگانے والے رضا خانی محبت رسول ﷺ میں کتنے مخلص ہیں؟

ناموس مصطفیٰ ﷺ و ناموس اصحابؓ پر حرف آتا ہے تو کوئی بڑی بات نہیں لیکن احمد رضا کی ذات پر انگلی اٹھانا نفس کا بندہ بن جانا ہے (نعوذ باللہ)

صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر بریلوی نے سچ کہا ہے کہ:

> ''اس فرقہ (بریلویہ) کا دوسرا عقیدہ جو ان کی باتوں سے پتہ چلتا ہے وہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا مرتبہ حضور اکرم ﷺ سے بڑھ کر ہے''۔
>
> (مغفرت ذنب ص ٦)

محمد صدیق فانی رضا خانی لکھتے ہیں کہ:

"علم مناظرہ کا قاعدہ ہے کہ نقل کرنے والا کسی بات کا ذمہ دار نہیں ہوتا اس سے صرف اتنا مطالبہ کیا جاسکتا ہے کہ اس کا حوالہ اور ثبوت کیا ہے امام احمد رضا نے اپنے طور پر یہ بات نہیں کی بلکہ حضرت علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شارح مواہب لدنیہ سے نقل کی ہے اور علامہ زرقانی نے یہ بات علامہ ابن عقیل حنبلی سے نقل کی ہے"۔

(آئینہ اہلسنت ص ۱۵۰)

جناب من ہم بھی آپ کے علم مناظرے کے اسی اصول اور قاعدے کے تحت آپ سے اور آپ کی جماعت سے یہ پوچھ رہے ہیں کہ:

(۱) ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔

(۲) یہ تمام اہل السنّت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے۔

(۳) جو خلاف کرے گا گمراہ ہے۔ والے جملے کون سے صاحب کے ہیں اور ثبوت کیا ہے؟

کیا یہ سب باتیں علامہ زرقانی یا کسی سنی پیشوا سے ثابت ہیں؟ نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر نتیجہ اس کے سوا اور کیا نکلتا ہے کہ اس کی پوری ذمہ داری احمد رضا خان بریلوی پر ہے۔

مولوی حسن علی رضوی آف میلسی کی بھی سنتے جایئے احمد رضا خان کی اس عبارت سے متعلق جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں بات دراصل یہ ہے کہ سیدنا اعلی حضرت قدس سرہ کے اس ایمان افروز ارشاد سے الخ۔

لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ حسن علی میلسی صاحب۔ آپ سوچئے کہ آپ کیا کہہ گئے احمد رضا خان کے اتنے سخت اور خطرناک جملے کو تم نے "ایمان افروز ارشاد" کہہ دیا

جب تم یہ جملہ کہہ رہے تھے آپ کا ایمان اس وقت کہاں تھا؟



تمام مضامین کے بارے میں اپنی رائے دینے کے لیے میل کیجیئے۔

nooresunnat.mujallah@gmail.com